مسلمانان امرتسر کی چند انجمنوں کا تعارف

احمد سعید

اگرچہ صوبہ پنجاب میں واقع ضلع امرتسر محض ایک تجارتی مرکز کے حوالے ہی سے پہچانا جاتا تھا تاہم اس شہر کی سماجی، ثقافتی، تعلیمی اور مذہبی سرگرمیوں کے بنظر غائر مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ امرتسر کو نہ صرف تجارتی بلکہ سیاسی، سماجی، ثقافتی اور تعلیمی حوالوں سے بھی ایک اہم مقام حاصل تھا۔ مسلمانان امرتسر شہر کی سیاسی، تعلیمی، ادبی اور مذہبی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا کرتے تھے۔ یہاں مختلف مقاصد کے حصول کے لئے جو انجمنیں سرگرم عمل تھیں ذیل میں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

انجمن دارالخواتین، امرتسر

انجمنوں کے شہر امرتسر میں مسلم خواتین کی ایک انجمن ۱۹۲۷ء کے لگ بھگ انجمن دارالخواتین کے نام سے قائم کی گئی۔ یہ انجمن امرتسر کی بیوہ اور لاوارث خواتین کو مختلف قسم کی دستکاریاں سکھانے کیلئے قائم کی گئی تھی تاکہ وہ روزی کمانے کے قابل ہو سکیں، اور انہیں معاشرے میں ایک بہتر اور باعزت مقام حاصل ہو۔ انجمن دارالخواتین کو مفید مشورے دینے اور اس کے لئے چندہ جمع کرنے کیلئے ایک ''امدادی کمیٹی'' مقرر کی گئی تھی جس میں ڈاکٹر سیف الدین کچلو، شیخ صادق حسین، مولوی سراج الدین پال، شیخ غلام رسول، عبداللہ منہاس، ڈاکٹر محمد شریف، سید اکبر چشتی، عبدالمجید قریشی، ڈاکٹر محمد مبشر اور مرزا بیضا خان مروی شامل تھے۔ امرتسر کے مشہور شاعر مرزا بیضا خان مروی انجمن کی امدادی کمیٹی کے سیکرٹری مقرر کئے گئے تھے[۱]۔ ۷ فروری ۱۹۲۷ء کو اس کمیٹی کا پہلا اجلاس شیخ صادق حسن کے گھر منعقد ہوا تھا۔ مذکورہ بالا اصحاب انجمن دارالخواتین کے ''سیاسی ممبر'' مقرر کئے گئے تھے۔ بیگم مرزا بیضا خان مروی کو انجمن کا سیکرٹری، مسز ایم اے جمیلہ کو جائنٹ سیکرٹری اور بیگم ڈاکٹر سیف الدین کچلو کو انجمن دارالخواتین کا صدر مقرر کیا گیا جبکہ بیگم شیخ صادق حسن انجمن کی سرپرست چنی گئیں۔[۲]

انجمن دارالخواتین کے تحت شجاعت منزل کٹڑہ مہاں سنگھ میں ۱۹۲۷ء میں ایک دستکاری کا مدرسہ

قائم کیا گیا۔ اس مدرسہ کا کورس دو سال پر محیط تھا اور ہر سال اس مدرسے سے طالبات کی ایک بڑی تعداد کامیاب ہو کر نکلنے لگی۔[۳] قیصری باغ کے متصل لال حویلی میں قائم شدہ اس سکول کو سرکاری امداد بھی ملتی تھی۔ ۱۹۳۷ء میں سکول کو حکومت سے سات سو روپے سالانہ کی گرانٹ مل رہی تھی۔ سکول میں لڑکیوں کو مختلف اقسام کی دستکاریاں بلا معاوضہ سکھائی جاتی تھیں۔ سکول کا نظم و نسق تجربہ کار ہاتھوں میں ہونے کے باعث سکول کامیابی کی منازل طے کر رہا تھا۔ ابتداء میں صرف مسلم بچیاں ہی اس سکول میں داخل ہو سکتی تھیں لیکن ۱۹۳۴ء میں یہ پابندی ختم کر دی گئی اور یہاں تمام لڑکیاں بلا امتیاز مذہب داخلہ لے سکتی تھیں۔[۴] ۱۹۳۷ء میں اس سکول میں ۴۰ طالبات دستکاری سیکھنے میں مصروف تھیں۔ چونکہ امرتسر شہر میں یہ اپنی طرز کا واحد سکول تھا اس لئے شہر کے دور دراز علاقوں میں رہائش پذیر لڑکیاں اس سے مستفید نہیں ہو سکتی تھیں۔ لہٰذا انجمن نے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ مالی سال کے شروع میں مدرسہ کی شاخیں قلعہ بھنگیاں اور کٹڑہ رام گڑھیاں میں بھی کھول دی جائیں تاکہ شہر کی تمام لڑکیاں ہنرمندی و دستکاری سیکھ سکیں۔ اس سلسلے میں ان علاقوں میں واقع چند مالک مکانات سے گفت و شنید کا بھی اعلان ہوا۔[۵] فروری ۱۹۳۴ء میں انجمن نے یہ فیصلہ کیا کہ جس محلّہ سے زیادہ درخواستیں موصول ہوں گی وہاں اس سکول کی شاخ کھول دی جائے گی۔[۶]

۲۶ جون ۱۹۳۴ء کو بازار عبداللہ خان کٹڑہ رام گڑھ میں سکول کی ایک شاخ کھولی گئی۔ اس سلسلے میں میاں قمرالدین اور میاں شمس الدین کے مکان پر ایک جلسے کا اہتمام کیا گیا جس کی صدارت انجمن کی صدر بیگم ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے کی۔ بیگم قمرالدین کی تلاوت کے بعد جلسے کا آغاز ہوا۔ بیگم امیر شاہ نے حاضرین کو سکول سے متعارف کرایا۔ بیگم ڈاکٹر کچلو نے دستکاری کے فوائد پر روشنی ڈالی اور بتلایا کہ پہلے جن بہنوں کو دستکاری سیکھنے کیلئے دور جانا پڑتا تھا اب ان کی سہولت کیلئے یہ شاخ کھولی گئی ہے۔ مدرسہ کی ایک استانی نے دستکاری کے فوائد بتلاتے ہوئے کہا کہ جو لڑکی اس ہنر کو سیکھ لے گی وہ کسی کی دست نگر نہیں رہے گی۔ اس وقت ۱۳ لڑکیوں نے سکول میں داخلے کیلئے اپنے نام پیش کئے۔[۷] ایک اندازہ یہ ہے کہ ہر سال سکول کی طالبات کی تیار کردہ دستکاری کی نمائش کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ ۱۹۳۳ء میں انجمن کے چھٹے سالانہ جلسے کے موقع پر دستکاری کی نمائش کی گئی جہاں بہت سی اشیاء بھی فروخت ہوئیں اور اہل شہر نے مدرسہ کی طالبات کی محنت کی داد دی۔[۸] ۱۹۳۴ء میں بھی دستکاری کی

نمائش کا فیصلہ کیا گیا تھا۔

انجمن دارالخواتین کے زیر اہتمام وقتاً فوقتاً جلسے بھی منعقد ہوتے رہتے تھے۔ ۱۴ فروری ۱۹۳۰ء کو بیگم خواجہ محمد غلام صادق کی زیر صدارت اسلامیہ ہائی سکول میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں بیگم ڈاکٹر کچلو نے حقوق نسواں کے موضوع پر ایک تقریر کی۔ انجمن کی سیکرٹری نے اس دور کے ایک نہایت اہم موضوع وراثت نسواں کے متعلق ایک قرارداد پیش کی جسے متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔ اس قرارداد میں کہا گیا کہ انجمن دارالخواتین امرتسر کا یہ جلسہ مسلم خواتین کی طرف سے اور بالخصوص خواتین پنجاب کی طرف سے گورنمنٹ سے پرزور استدعا کرتا ہے کہ عورتوں کی حالت زار پر رحم کرتے ہوئے وراثت نسواں کے بل کو منظور کرکے جلد اس کا نفاذ عمل میں لائے اور گورنمنٹ گزٹ میں شائع کرے۔ قرار داد کے آخر میں حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کیا گیا کہ اس نے میاں عبدالحئی کے مرتب کردہ بل کو اسمبلی میں پیش کرنے کی اجازت دی تھی۔[9]

۲۶ دسمبر ۱۹۳۳ء کو ایم اے او کالج' امرتسر کے مرکیڈو ہال میں ایک جلسہ بیگم سیف الدین کچلو کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ بیگم عبدالحمید بٹ نے تلاوت قرآن پاک کی جس کے بعد مظفر بنت حسین میر کاشمیری' سعدیہ بیگم اور بیگم محمد شفیع نے نظمیں پڑھیں۔ انور جہاں' معلمہ مدرسہ دستکاری نے حضور اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ کے واقعات سنائے۔ بیگم ایم اے مجید نے ایک مبسوط تقریر میں حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ آپ ﷺ نے عورتوں کا درجہ بلند کرکے دنیائے نسواں پر ایک احسان عظیم کیا ہے۔[10]

انجمن دارالخواتین کے ان جلسوں میں عورتوں کے مسائل پر غور و خوض کیا جاتا تھا اور انہیں حل کرنے کیلئے تجاویز اور قراردادیں پیش ہوا کرتی تھیں۔ ۳ اپریل ۱۹۳۴ء کو انجمن کے ایک جلسہ میں جو کہ امرتسر کے ڈپٹی کمشنر کی بیگم کی زیر صدارت منعقد ہوا' شہر کی بلدیہ پر زور دیا کہ وہ عورتوں کیلئے ایک علیحدہ باغ بنائے۔ اس کے علاوہ خواتین کو درپیش دیگر مسائل پر بھی غور و خوض کیا گیا۔[11] انجمن دارالخواتین نے عام جلسوں کے علاوہ سالانہ جلسوں کی روایت بھی قائم کی۔ انجمن کے پہلے چار سالانہ جلسوں کے متعلق معلومات حاصل نہ ہوسکیں۔ انجمن کا پانچواں سالانہ اجلاس ۳۰ مارچ ۱۹۳۶ء میں امرتسر کے ٹاؤن ہال میں بیگم سر عبدالقادر کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں چار سو کے لگ

بھگ خواتین نے شرکت کی۔ بیگم عبدالقادر نے رسوم قبیحہ کے موضوع پر تقریر کی اور مسلم خواتین کو تلقین کی کہ وہ انہیں ترک کرنے کی ہر ممکن سعی کریں۔ بیگم قلندر علی خان نے مسلمان بچیوں کی تعلیم پر بہت زور دیا۔ بیگم کچلو' بیگم ایم اے مجید اور بیگم سردار خان نے بھی تقاریر کیں۔ جلسہ میں ایک سو روپے کے قریب چندہ بھی اکٹھا ہوا۔[۱۲] انجمن کا چھٹا سالانہ جلسہ ٹاؤن ہال امرتسر میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت امرتسر کے ڈپٹی کمشنر کی اہلیہ نے کرنا تھی لیکن وہ اپنی مصروفیات کے سبب نہ آ سکی چنانچہ اس کی بجائے امرتسر کے سیشن جج اینڈرسن(Anderson) کی اہلیہ نے صدارت کی۔ تلاوت کلام پاک سے جلسے کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ بیگم ڈاکٹر محمد شریف نے مسلمانوں میں موجود رسوم قبیحہ پر گفتگو کی۔ بیگم ایم اے مجید اور بیگم ڈاکٹر دین محمد نے بھی اپنی تقریر میں اصلاح رسومات پر زور دیا۔ بیگم کچلو نے انجمن کا تعارف نظم کی صورت میں کرایا۔ انجمن کی سیکرٹری بیگم مرزا بیضا خان مروی نے سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی جسے بیگم اینڈرسن نے "اظہار ہمدردی" کے طور پر لے لیا۔ اس اجلاس میں بھی خواتین کی اچھی خاصی تعداد نے حصہ لیا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ جلسے میں ہندو اور عیسائی خواتین بھی شامل تھیں۔[۱۳] دوسرے روز لیڈی عبدالقادر نے اجلاس کی صدارت کی۔ بیگم کچلو کے خطبہ استقبالیہ پیش کرنے کے بعد مس وائن نے حفظان صحت پر ایک لیکچر دیا۔ ماہنامہ "سرتاج" کی مدیرہ اور بیگم قلندر علی خان نے فضول خرچی اور تعلیم نسواں پر تقاریر کیں۔ اجلاس میں قومی نظمیں بھی پڑھی گئیں۔ اجلاس میں دو سو روپے سے زائد چندہ بھی اکٹھا ہوا۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ لیڈی عبدالقادر کو اس انجمن سے خصوصی دلچسپی تھی۔ امسال کے علاوہ سال گذشتہ بھی لیڈی صاحبہ نے لاہور سے آکر انجمن کی صدارت کے فرائض انجام دیئے تھے۔ فروری ۱۹۳۴ء میں انجمن کا ساتواں سالانہ جلسہ منعقد ہونا طے پایا جس میں لیڈی عبدالقادر' بیگم جہاں آراء شاہنواز' فاطمہ بیگم اور چند دیگر خواتین کی شرکت کی توقع ظاہر کی گئی تھی۔ جلسے کو کامیاب بنانے کے لئے انجمن کی صدر بیگم کچلو نے نہایت سرگرمی سے کام کیا اور شہر کے ہر محلے میں جاکر جلسہ کی کامیابی کے لئے راہ ہموار کی۔ مختلف جگہوں پر جلسے بھی کئے گئے ایک ایسا ہی جلسہ ایم اے او کالج کے مرکیڈو ہال میں بھی منعقد ہوا تھا جہاں بیگم ڈاکٹر نور احمد نے سالانہ جلسہ کی امداد کے سلسلے میں چالیس روپے انجمن کو دیئے۔ انجمن کی کارکن مظفر بنت حسین میر کاشمیری نے تمام مسلم خواتین سے درخواست کی کہ اگر وہ سالانہ جلسہ میں کوئی

تجویز پیش کرنا چاہیں تو انجمن کی سیکرٹری بیگم بیضا مرزا خان سے رابطہ قائم کریں۔[۱۴]

۱۳ جنوری ۱۹۳۵ء کو انجمن کا سالانہ اجلاس بیگم المالطیفی (فنانشل کمشنر' پنجاب) کی زیر صدارت امرتسر کے ٹاؤن ہال میں منعقد ہوا تھا۔ مجلس استقبالیہ کی سیکرٹری بیگم کچلو نے معزز مہمان کا شکریہ ادا کیا اور انجمن کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ بیگم المالطیفی نے اپنے خطبہ صدارت میں لڑکیوں کی تعلیم بالخصوص' صنعتی تعلیم پر بہت زور دیا۔ انہوں نے خواتین کے سینما جانے پر سخت اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ سینما کی اکثر تصاویر مخرب اخلاق ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر مس وائن نے حفظان صحت کے موضوع پر خواتین سے خطاب کیا۔ انجمن تحفظ حقوق مسلمات لاہور کی صدر امتیاز فاطمہ نے اسلام اور دیگر مذاہب میں عورتوں کے مقام کا تقابلی جائزہ پیش کیا۔ امتیاز فاطمہ نے وراثت کے معاملے میں رواجی قانون پر سخت تنقید کی۔ انجمن کی سیکرٹری نے سال گذشتہ کی رپورٹ پیش کی جس میں آمدنی اور خرچ کی تفصیل دکھائی گئی تھی۔ سیکرٹری نے امرتسر کے ڈپٹی کمشنر کی اہلیہ مسز میک فار کیوہر کا خصوصی شکریہ ادا کیا کہ جن کی کوشش اور سفارش سے انجمن کے لئے گورنمنٹ گرانٹ میں اضافہ ہوا۔ انہوں نے امرتسر میونسپلٹی کے ایگزیکٹیو افسر کا بھی شکریہ ادا کیا جن کی وجہ سے خواتین کو "پردہ باغ" کے لئے جگہ فراہم کی گئی تھی۔[۱۵]

انجمن کا گیارہواں سالانہ جلسہ ۱۴ فروری ۱۹۳۷ء کو امرتسر کے ٹاؤن ہال میں بیگم جہاں آراء شاہنواز کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ چشتیہ ہائی سکول کے بوائز سکاؤٹس کے بینڈ نے سلامی دی۔ اس موقع پر ٹاؤن ہال خواتین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ بیگم ڈاکٹر محمد الدین نے تلاوت کلام پاک سے جلسے کی کارروائی کا آغاز کیا۔ دستکاری کے مدرسہ کی طالبات نے نعت شریف پڑھی۔ بیگم احمد نے اس موقع پر مندرجہ ذیل نظم پڑھی۔

بہنوں خوشا کہ سالگرہ انجمن کی ہے
گلہائے رنگا رنگ سے زینت چمن کی ہے
تعریف کس زبان سے ہو اللہ رے بانکپن
تصویر ہو بہو کسی غنچہ دھن کی ہے
آرائش اس پہ ختم ہے سارے جہان کی

یا یہ کہو شبیہ یہ پیاری دلہن کی ہے
پہچانو اپنی قدر کچھ اے دختران ہند
موقوف تم پہ عزت و عظمت وطن کی ہے
یہ انجمن چمن ہے تو تم اس کے پھول ہو
رونق تمہارے دم ہی سے اس انجمن کی ہے
آؤ وفا کی اک نئی دنیا بسائیں ہم
عادت جفا و جور تو چرخ کہن کی ہے
کس نے یہ شعر سن کے جگر کو لیا نہ تھام
تائید اے نظیر یہ تیرے سخن کی ہے

بیگم ڈاکٹر غلام رسول نے اعلیٰ اخلاق کے موضوع پر تقریر کی اور مسلمان خواتین کو نصیحت کی کہ وہ اسلامی تعلیمات کے ساتھ ساتھ اپنی لڑکیوں کو دستکاری سکھائیں تاکہ وہ کسی کی دست نگر نہ ہوں۔ بیگم مرزا بیضا خان مروی نے انجمن کی سالانہ رپورٹ پڑھی اور انجمن کی مختصر تاریخ بیان کرتے ہوئے بیگم صادق حسن، بیگم خواجہ غلام صادق، بیگم سیف الدین کچلو اور بیگم ایم اے مجید کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا کہ جن کی کوششوں کے نتیجے میں انجمن کو اپنے مقاصد میں اس قدر کامیابی حاصل ہوئی۔ انہوں نے انجمن کے جاری کردہ دستکاری سکولوں کا بالخصوص تذکرہ کیا جو کامیابی کے ساتھ چل رہے تھے۔ انہوں نے زنانہ دستکاری کالج اور ایک بورڈنگ ہاؤس کھولنے کے عزم کا بھی اظہار کیا۔ انجمن کی سیکرٹری نے گورنمنٹ کی طرف سے دی گئی سات سو روپے کی گرانٹ کو ناکافی قرار دیا۔ بیگم مروی نے سکول کو درپیش مسائل کا ذکر کرتے ہوئے حاضرات کو بتلایا کہ اس وقت سکول کو سلائی مشینوں اور فرنیچر کی سخت ضرورت ہے۔ ان کی چندہ کی اپیل پر ۲۳۶ روپے آٹھ آنے جمع ہوگئے۔ چندہ دینے والوں میں بیگم شاہنواز (ایک سو ایک روپے) لیڈی شفیع (پچاس روپے) بیگم احمد یار خان دولتانہ (تیس روپے) بیگم کیپٹن کمال الدین (بیس روپے) خالہ صاحبہ مرزا صادق اللہ (دس روپے) شامل تھیں۔ اس موقع پر ساڑھے بارہ روپے کے "وعدے" بھی ہوئے۔ بیگم ڈاکٹر محمد الدین نے انجمن دارالخواتین کی ترقی کیلئے زیادہ سے زیادہ خواتین کو رکن بنانے کی اپیل کی۔ بیگم ایم اے مجید نے رسومات قبیحہ کے بد نتائج کا ذکر کیا اور ان سے مسلم خواتین کو دور رہنے کی تلقین کی۔ بیگم جہاں آراء شاہنواز نے اپنے

خطبہ صدارت میں اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ ان کی امرتسر آنے کی دیرینہ خواہش انجمن کی وساطت سے پوری ہوئی۔ انہوں نے مسلم خواتین کیلئے دستکاری کی تعلیم پر زور دیتے ہوئے اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ امرتسر جیسے بڑے شہر میں دستکاری کے صرف دو ہی سکول مصروف کار تھے جبکہ یہاں کم از کم نصف درجن کے قریب سکول ہونے چاہئیں تھے۔ انہوں نے زنانہ انڈسٹریل کالج کھولنے کی ضرورت پر زور دیا انہوں نے لڑکیوں کیلئے دستکاری اور امور خانہ داری سے واقفیت کو ناگزیر بتلاتے ہوئے کہا کہ ایک سلیقہ شعار عورت گھر کو بخوبی سنبھال سکتی ہے مثلاً ایک قالین پر سیاہی کا داغ ہو تو اس کو کس طرح صاف کرنا ہے تاکہ قیمتی قالین ضائع نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ ایک سلیقہ شعار لڑکی کم آمدنی کے باوجود گھر کا اچھا انتظام کر سکتی ہے اور اگر وہ پھوہڑ ہے تو زیادہ آمدنی کے باوجود گھر کو دوزخ کا نمونہ بنا دیتی ہے۔ انہوں نے مسلم خواتین میں قومی ہمدردی کا جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت پر بہت زور دیا۔[۱۶] غالباً" یہ پہلا موقع تھا کہ سالانہ جلسہ کے موقع پر چند قراردادیں بھی پیش کی گئیں۔ ایک قرارداد میں بیگم جہاں آراء شاہنواز کو پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کا ممبر منتخب ہونے پر مبارک باد دی گئی۔ ایک اور قرارداد میں میونسپل کمیٹی کی طرف سے انجمن کو ۲۵ روپیہ ماہوار امداد دینے پر اس کا شکریہ ادا کیا گیا۔ امرتسر ریلوے سٹیشن پر مسلمان خوانچہ فروشوں کی قلت کی طرف ریلوے بورڈ اور شہری سڑکوں کی ناگفتہ بہ حالت کی طرف امرتسر کمیٹی کو متوجہ کرایا گیا۔ قرارداد میں گلیوں میں کوڑا کرکٹ پھینکنے کیلئے خاک دان رکھوانے کا مطالبہ بھی کیا کیونکہ غلاظت سے بیماری پھیلتی ہے۔

انجمن اصلاح الکلام، امرتسر

انجمن اصلاح الکلام ۱۹۲۷ء میں امرتسر کی مسجد قدس واقع کوچہ دگجراں میں قائم کی گئی تھی۔ یہ انجمن امرتسر میں قائم شدہ دیگر انجمنوں سے ہٹ کر بنائی گئی تھی۔ اس کا مقصد دینی مدارس کے طلباء میں تقاریر کرنے اور مسائل کو احسن طریق پر بیان کرنے کے فن میں مہارت دلانا تھا۔ ہر جمعرات کو مغرب کی نماز کے بعد ۲ گھنٹے تک اس انجمن کے تحت ایک جلسہ ہوتا تھا جس میں عام واعظین اور دینی مدارس کے طلباء مختلف مضامین پر تقاریر کیا کرتے تھے۔ ان تقاریر کے بعد تبادلہ خیالات بھی کیا جاتا تھا۔ اس انجمن کی ایک خاصیت یہ تھی کہ اس میں فروعی اختلافات کو نظر انداز کر کے اہلحدیث اور

اہل سنت والجماعت حضرات دونوں مل کر کام کرتے تھے مقررین مسائل کو زیر بحث لاتے وقت اس بات کا خصوصی خیال رکھتے تھے کہ اختلافی مسائل سے پرہیز کیا جائے۔ صدر مجلس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے شخص کو تقریر کرنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔[۱۷]

اس انجمن کے وفود طلب کئے جانے پر تبلیغ اسلام کیلئے مختلف علاقوں میں بھیجے جاتے تھے تاہم امرتسر اور اس کے قرب و جوار میں حسب ضرورت بغیر بلائے بھی بھیجے جاتے تھے۔ دیگر انجمنوں کی مانند انجمن اصلاح الکلام نے بھی ملک میں ہونے والے سیاسی معاملات سے اثر قبول کیا۔ ۱۹۲۷ء میں پنجاب ہائی کورٹ کے ایک عیسائی جج جسٹس کنور دلیپ سنگھ کے راجپال سے متعلق ایک فیصلے نے ملک بھر کے مسلمانوں میں غم و غصے کی ایک لہر دوڑا دی۔ اس فیصلے پر لاہور کے روزنامہ مسلم آوٹ لک (Muslim Outlook) نے جب کڑی تنقید کی تو اس کے مدیر اور ناشر دونوں کو توہین عدالت کے تحت سزا سنا دی گئی۔ انجمن اصلاح الکلام نے اس معاملے میں جملہ مسلمانان امرتسر کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے ایک جلسہ منعقد کیا جہاں اس سلسلے میں ایک قرارداد منظور کی گئی۔ اس میں کہا گیا:

> انجمن کا یہ اجلاس جسٹس کنور دلیپ سنگھ کے اس فیصلے کو جس میں آقائے نامدار کی توہین کو روا رکھتے ہوئے کروڑوں مسلمانوں کی دل آزاری کی گئی ہے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ یہ اجلاس مسلم آوٹ لک کے ایڈیٹر اور پبلشر جنہوں نے مذکورہ فیصلے پر نکتہ چینی کی مستحق ہزار تحسین خیال کرتا ہے۔ مسلم آوٹ لک کی تحریر کے خلاف جو رویہ اختیار کیا گیا ہے اس پر یہ اجلاس نفرت کا اظہار کرتا ہے اور اس فیصلے کو ملک میں بدامنی کی توسیع کا سبب گردانتا ہے۔[۱۸]

Invincible Debating Society

۱۹۳۱ء میں انجمن اصلاح الکلام کی طرز پر امرتسر ہی میں ایک اور انجمن قائم ہوئی جس نے اپنے لئے نام انگریزی میں Invincible Debating Society منتخب کیا۔ یہ انجمن امرتسر کے محلہ شریف گنج میں قائم ہوئی اور اس کے قیام میں زیادہ تر نوجوان مسلمانوں ہی نے حصہ لیا تھا اور انہوں نے ہی اس انجمن کو متحرک بنائے رکھا۔ اس سوسائٹی کے تحت بھی ہر ہفتے مختلف دلچسپ موضوعات پر تقاریر کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ ۳۱ اگست کو "سینما" کے موضوع پر ایک مجلس مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا جس کی صدارت محکمہ انکم ٹیکس کے سید مظہر حسین شاہ نے کی۔ اس مذاکرہ میں ضیاء الحق منہاس' چوہدری

جمال الدین، منیر احمد صدیقی، احسان الحق، سراج الدین، شیخ عبدالغفار (منشی فاضل) مظہر الحق قریشی، خورشید اختر صدیقی اور مولوی عبداللہ نے حصہ لیا۔[19] اس انجمن کو امید تھی کہ طلباء اور مسلم نوجوانوں کو اس انجمن سے وابستہ کرکے وہ انہیں فضول مشاغل میں شامل ہونے سے روک سکے گی۔

جمعیت خدام الاسلام، امرتسر

نومبر ۱۹۲۸ء میں امرتسر میں خواجہ عبدالرحمٰن کی صدارت میں ایک اور انجمن قائم کی گئی جسے جمعیت خدام الاسلام کا نام دیا گیا تھا۔ ۱۱ نومبر کو "ہندوستانی دواخانہ" امرتسر کی بالائی منزل پر خواجہ عبدالرحمٰن غازی کی صدارت میں شہر کے سرکردہ مسلمانوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا تاکہ شہر سے فاحشہ عورتوں کے اخراج اور دیگر اخلاقی برائیوں کے سدباب کیلئے ایک جماعت قائم کی جائے۔ جمعیت کے اغراض و مقاصد میں مسلمانوں کی تمدنی، معاشرتی، اخلاقی اور اقتصادی اصلاح کے ساتھ ساتھ مسلمان بچوں کی اخلاقی تربیت، شہر سے فاحشہ عورتوں کا اخراج اور دیگر بداخلاقیوں کا سدباب کرنا تھا۔ انجمن کے اغراض و مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے حکیم احمد حسن (مالک ہندوستانی دواخانہ) نے ایک وفد ترتیب دیا جس میں خواجہ عبدالرحمٰن غازی، حکیم احمد حسن، مولانا محمد سلیمان فاروقی، عبدالواحد (بی۔اے) ڈاکٹر غلام حسن، (ڈینٹل سرجن) حکیم شہاب الدین، (ایڈیٹر، بلاغ) صوفی غلام محی الدین، (ایڈیٹر، کشمیر) شیخ بشیر احمد رضوانی، (معتمد، مجلس خلافت امرتسر) مولوی محمد امین مبلغ، سید اکبر شاہ چشتی، ماسٹر محمد شفیع اور منشی غلام نبی شامل تھے۔

۱۵ نومبر ۱۹۲۸ء کو چھ بجے شام ہندوستانی دواخانہ کی بالائی منزل پر عبدالرحمٰن غازی کی زیر صدارت آئندہ سال کیلئے عہدے داروں کا انتخاب عمل میں آیا۔ مندرجہ ذیل حضرات کو انجمن کا عہدے دار منتخب کیا گیا۔

شیخ حسام الدین بی۔اے (صدر) شیخ محمد صدیق، سید محمد اکبر شاہ چشتی (نائب صدور) حکیم احمد حسن (جنرل سیکرٹری) مولوی محمد سلیمان فاروقی (جوائنٹ سیکرٹری اور شیخ عبدالواحد بی۔اے، فنانشل سیکرٹری، مجلس منتظمہ عبدالرحمٰن غازی، ڈاکٹر سیف الدین کچلو، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا داؤد غزنوی، مولانا ثناء اللہ (مدیر، اہلحدیث) سید شفاعت احمد، بشیر احمد رضوانی، غلام حسن، حکیم محمد

جان' صوفی غلام محی الدین (ایڈیٹر' کشمیر) منشی غلام نبی' محمد صدیق (مالک' راست گفتار پریس) حکیم محمد سکندر خضر' مولوی محمد امین' محمد امین منٹو'صوفی غلام محمد' غلام نبی قلعی والے' خواجہ عبدالرحیم عاجز اور شیخ غلام رسول پر مشتمل تھی۔[۲۰]

مجلس منتظمہ کی فہرست پر ایک نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دور کے امرتسر کی تمام اہم دینی و سیاسی شخصیات اس میں شامل تھیں۔ جمعیت خدام الاسلام نے اپنے مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کیلئے شہر کے مختلف حصوں میں واقع مساجد میں جلسوں کا انعقاد کیا تاکہ رائے عامہ کو ہموار کیا جاسکے۔ اسی سلسلے میں ایک جلسہ ۱۶ نومبر ۱۹۲۸ء کو بعد از نماز جمعہ جامع مسجد خیر الدین میں شیخ حسام الدین کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں غازی عبدالرحمٰن اور صدر جلسہ نے خطاب کیا اور مسلمانوں کو شہر کی تباہ شدہ حالت کی طرف توجہ دلائی۔ انہوں نے حاضرین سے ہر قسم کی بدکاریوں کے سدباب کیلئے جمعیت کا ہاتھ بٹانے کی درخواست کی۔ تمام حاضرین نے جمعیت کو اس کے نیک کام میں تعاون کا یقین دلایا۔ جلسہ کے اختتام پر جمعیت کے وفد نے رام باغ کے علاقے کا چکر لگایا جہاں قحبہ خانوں کی کثرت تھی۔ وفد نے قرب و جوار میں رہنے والے شرفاء سے ان قحبہ خانوں کے انسداد کے طریقوں پر تبادلہ خیال کیا۔ علاقہ کے گردونواح میں رہنے والے تمام لوگ جمعیت کی معاونت پر تیار ہوگئے۔

روزنامہ انقلاب میں شائع شدہ ایک خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعیت خدام الاسلام نے شہر کی جامع مساجد میں جلسوں کے علاوہ عام جلسوں کا بھی اہتمام کیا۔ ۲۳ نومبر ۱۹۲۸ء کو ایک ایسا ہی عام جلسہ غازی عبدالرحمٰن کی زیر صدارت چوک رام باغ کے وسیع میدان میں منعقد ہوا۔ اخباری اطلاع کے مطابق جلسہ میں چھ ہزار لوگوں نے شرکت کی تھی۔[۲۱] صدر جلسہ نے اپنی تقریر میں قحبہ خانوں کی تباہ کاریوں کے پر از حقائق واقعات کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے مسلمانوں میں موجود تعلیمی' معاشرتی اور اخلاقی پستی پر بھی اظہار افسوس کیا۔ انہوں نے نوجوانوں سے کہا کہ اب ذلت و پستی اور بے غیرتی کی انتہا چکی ہے لہٰذا خدارا ان حالات کو بدلنے کی کوشش میں جمعیت کا ہاتھ بٹائیں۔ انہوں نے کہا کہ اب صرف انہی اقوام کو ترقی' زندگی اور راحت نصیب ہوتی ہے جو اپنی خامیوں کو دور کرکے اپنی قربانیوں سے گوہر مقصود حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ انہوں نے قوم میں قربانی کا جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ شیخ حسام الدین نے غازی عبدالرحمٰن کے خیالات کی تائید کرتے ہوئے مسلمانوں کو

ان کی خامیوں کی طرف متوجہ کرایا اور انہیں متنبہ کیا کہ اگر اصلاح احوال کی طرف فوری توجہ نہ دی گئی تو ان کی حالت ناقابل اصلاح ہوجائے گی۔ جلسہ سے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے بھی خطاب کیا۔ مولانا نے مسلمانوں میں موجود رسومات قبیحہ سے پیدا شدہ تباہ حالی کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا کہ نہ ہمارے ہاتھ میں تعلیم ہے نہ صنعت و حرفت نہ حکومت نہ طاقت غرضیکہ دنیاوی ترقی کی تمام راہیں مسدود ہوچکی ہیں۔ لے دے کے صرف ایک چیز غیرت اسلام باقی تھی لیکن اب اس کا بھی جنازہ نکلتا نظر آتا ہے۔ انہوں نے درد بھرے الفاظ میں مسلمانوں سے استدعا کرتے ہوئے کہا ”اور سب تو کھو چکے ہو کم از کم اس کو (غیرت اسلامی) تو باقی رہنے دو اگر یہ بھی جاتی رہی تو سمجھو تمہاری موت قریب ہے۔ انہوں نے اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ سٹہ بازی کے سبب آٹا روپے کا سوا پانچ سیر ہوگیا اور غرباء بھوک سے مر رہے ہیں۔ قحبہ خانوں سے متعلق پولیس اور حکومت کی نااہلی کی نشاندہی کرتے ہوئے مولانا نے سوال کیا اگر جمعیت کو فاحشہ عورتوں کے تین سو سے زائد خفیہ مکانات کا علم ہے تو کیا ہماری گورنمنٹ اور پولیس ان حرام کاری کے اڈوں سے ناواقف ہے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ اگر پولیس کو اس کا علم ہے تو وہ اس کا انسداد کیوں نہیں کرتی اور اگر علم نہیں تو اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کیجئے کہ آج تو پولیس ان کے وجود سے بے خبر ہے کل کلاں اگر یہاں بم کا کارخانہ کھل گیا اور پولیس کی بے خبری کا یہی عالم رہا تو پھر تو حکومت کی خیر نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایک ہفتہ کیلئے ہمیں حکومت دے دو پھر دیکھو کہ سٹہ بازی‘ قحبہ خانوں اور دیگر بدکاریوں کا کس طرح سدباب کیا جاتا ہے۔[۲۲] حکیم احمد حسن نے اپنی تقریر میں مسدس حالی سے چند اشعار پڑھے اور قوم میں موجود پیچیدہ امراض کا ذکر کیا۔ انہوں نے اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ قوم کو ابھی تک اپنی بیماری ہی کا قطعاً احساس نہیں ہے۔ جلسہ میں عبدالرحیم عاجز نے سٹہ اور مسلمانوں کی دوسری بیماریوں کے متعلق نظمیں پڑھیں۔ شاید اس انجمن کی کارروائی ۱۹۲۸ء تک ہی محدود رہی کیونکہ اس کے بعد انجمن کا کہیں کوئی ذکر نہیں ملتا۔

انجمن اشاعت اسلام‘ امرتسر

۱۹۲۷ء کے لگ بھگ جمعیت خدام الاسلام امرتسر کے فعال اور سرگرم سیکرٹری حکیم احمد حسن کی

کوششوں سے امرتسر میں اشاعت اسلام کے نام سے ایک اور انجمن قائم کی گئی۔ یہ انجمن خالصتاً اسلام کی نشرو اشاعت اور تبلیغ اسلام کے لئے قائم کی گئی تھی۔ امرتسر کے مشہور غزنوی گھرانے کے فرد سید اسمٰعیل غزنوی کو انجمن کا صدر مقرر کیا گیا تھا۔

اکتوبر ۱۹۲۷ء میں ضلع حصار کے ایک سوامی آسانند جی انجمن کے دفتر میں آئے اور کافی دیر تبادلہ خیالات کے بعد مشرف بہ اسلام ہونے پر آمادگی کا اظہار کیا۔ انجمن کے صدر اسمٰعیل غزنوی نے ارکان اسلام، صفات ایمان اور اسلام کے چیدہ چیدہ اصول ان پر واضح کئے اور انہیں دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ ان کا اسلامی نام خدا بخش رکھا گیا۔ انہیں سابقہ سنیاسی لباس کی جگہ اسلامی لباس پہنایا گیا چونکہ سوامی جی کو اسلامی تعلیمات حاصل کرنے اور اچھوت اقوام میں اسلام کی تبلیغ کا بہت شوق تھا اس لئے انہیں اسلامی تعلیمات سے کماحقہ بہرہ ور کرنے کی خاطر دارالعلوم غزنویہ، امرتسر میں داخل کروا دیا گیا۔[۲۳]

۱۹۲۷ء میں رسوائے زمانہ راجپال کیس میں جسٹس دلیپ سنگھ کے فیصلے نے تمام ہندوستان میں بالعموم اور پنجاب میں بالخصوص اضطراب و بے چینی کی ایک لہر دوڑا دی تھی۔ انجمن اشاعت اسلام نے بھی اس سلسلے میں اپنے ایک خصوصی اجلاس میں اس سنگین معاملے پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے جسٹس دلیپ سنگھ سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا۔ ایک قرارداد میں انجمن نے رسوائے زمانہ کتاب کے متعلق تفصیلی تحقیقات کرانے اور بانیان مذاہب کی توہین روکنے کیلئے ایک آرڈیننس جاری کرنے کا مطالبہ کیا۔ انجمن نے مسلم آؤٹ لک کے مدیر اور ناشر کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرنے کے علاوہ ان کے جذبہ عشق رسول کی بھی تعریف کی۔ انجمن نے جمعیت العلماء ہند، مجلس خلافت پنجاب اور دیگر جماعتوں کو یقین دلایا کہ عام مسلمان رسول اکرم ﷺ کے ساتھ عشق و محبت کے باعث ان تمام احکام کی بجا آوری میں ہر قسم کی قربانیاں کرنے کو تیار ہے جو یہ جماعتیں تحفظ ناموس رسول کیلئے کریں گی۔[۲۴]

بیسویں صدی کا دوسرا عشرہ ہندوؤں اور سکھوں کی جانب سے مسلمانوں کیلئے ایک سخت مصیبت و ابتلاء کا زمانہ تھا۔ ہندو مسلم فسادات اپنی انتہا کو پہنچ چکے تھے۔ امرتسر میں بھی سکھوں اور ہندوؤں کے مشترکہ اشتعال انگیز جلسے منعقد ہورہے تھے۔ ان جلسوں میں اشتعال انگیز تقاریر کی جاتیں اور اعلانیہ

مسلمانوں کو قتل کی دھمکیاں دی جاتی تھیں۔ اکا دکا مسلمانوں کو ہندو محلوں میں زدوکوب کیا جاتا یہاں تک کہ مسلمانوں کیلئے ہندو محلوں سے گزرنا جان کو خطرے میں ڈالنے کے مترادف سمجھا جانے لگا۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب کوئی ان پڑھ اور سادہ لوح مسلمان کسی ہندو محلے میں چلا جاتا اور اسے تشدد کا نشانہ بنایا جاتا تو وہ خاموشی سے اپنے گھر چلا جاتا اوراس معاملے کی رپورٹ پولیس میں درج نہیں کرواتا تھا۔ انجمن اشاعت اسلام نے اس صورتحال کے سدباب کیلئے یہ اعلان کیا کہ اگر کسی مسلمان کے ساتھ اس قسم کا کوئی واقعہ پیش آئے تو وہ فوری طور پر انجمن کے سیکرٹری حکیم احمد حسن (مالک ہندوستانی دواخانہ' کٹڑہ جیمل سنگھ) کو مطلع کرے تاکہ اس کا مناسب تدارک کیا جاسکے۔[۲۵]

انجمن نوجوانان اسلام' امرتسر

انجمن نوجوانان اسلام خواجہ سخاء اللہ (بی۔اے آنرز) کی زیر صدارت اور ڈاکٹر رشید احمد صدیقی ایم پی ایف (لندن) کی زیر معتمدی ۱۹۲۹ء میں امرتسر کے محلّہ کٹڑہ حکیماں میں قائم کی گئی تھی۔ اس انجمن سے متعلق جو خبریں روزنامہ انقلاب میں شائع ہوئیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انجمن خدمت خلق کے کاموں میں پیش پیش رہتی تھی۔ اکتوبر ۱۹۲۹ء میں امرتسرمیں بالعموم اور کٹڑہ حکیماں میں بالخصوص ہیضہ کی وباء پھیل گئی اور اس نے سخت زور پکڑ لیا اور روزانہ کئی لوگ اس مرض میں مبتلا ہونے لگے۔ اس موقع پر انجمن نوجوانان اسلام کے کارکنوں نے ہر مریض کے گھر جاکر اس کی عیادت کی اور بہت سے مریضوں کیلئے ڈاکٹروں کو طلب کیا۔ انجمن نے بذریعہ منادی تمام محلّہ میں یہ اعلان کروایا کہ ''جس شخص کو ہماری خدمات کی ضرورت ہو وہ بلا تامل ہمارے دفتر میں اطلاع دے۔ ہم ہر وقت خدمت کیلئے حاضر ہیں''۔ انجمن کے کارکنوں کی اس بے لوث خدمت خلق پر امرتسر کے میونسپل کمشنر شیخ حسام الدین (بی۔اے) نے انجمن اور اس کے نوجوان کارکنوں کو مبارک باد پیش کی کہ ''جنھوں نے نہایت تندہی سے مریضوں کی قابل تعریف خبرگیری کی اور اپنے کاروبار اور آرام کو اپنے بھائیوں پر قربان کر دیا''۔[۲۶]

انجمن نوجوانان اسلام سماجی اور فلاحی کاموں کے علاوہ سیاسی میدان میں بھی سرگرم عمل تھی۔ ۱۹۲۹ء میں ریاست جے پور کے قصبے چوموں میں کلمہ اذان اور نماز پر پابندی لگا دی گئی اور جب اس

کے خلاف وہاں کے مسلمانوں میں ردعمل پیدا ہوا تو ریاستی حکام نے ان کی جائیدادیں اور املاک ضبط کر لیں۔ انجمن نے مولانا ثناء اللہ کی زیر صدارت اپنے ایک اجلاس مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۳۰ء میں وائسرائے ہند اور ریاست جے پور کے ریذیڈنٹ (Resident) سے ریاستی مسلمانوں پر عائد مذہبی پابندیوں کو فوراً ہٹانے کا پر زور مطالبہ کیا۔ اجلاس میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے جاری کردہ حکم مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۹ء کو بھی واپس لینے کا مطالبہ کیا گیا۔ انجمن نے مسلمانوں کی جائیدادیں اور املاک کو واگذار کرنے اور "ان فتنہ پرور اور مفسد حکام کو جنھوں نے ایسا مسلم کش حکم دے کر ہندوستان کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا ملازمت سے برطرف کرنے کا مطالبہ کیا"۔[۲۷]

مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات (Montagu – Chalmsford) کے تحت جب صوبہ پنجاب میں وزیر مقرر کئے گئے تو وزارت تعلیم لالہ منوہر لال کے ہاتھ آئی۔ منوہر لال نے اپنے دور وزارت میں مسلمانوں کے ساتھ ایک خاص تعصب سے بھرپور ہندوانہ طرز عمل اختیار کیا جس پر پورے پنجاب میں مسلمانوں کی جانب سے شدید ردعمل ظاہر ہوا۔ اس سلسلے میں روزنامہ انقلاب کے اداریئے اور خبریں اس دور کے مسلم جذبات کی حقیقی ترجمانی اور عکاسی کرتے ہیں۔ منوہر لال کی وزارت کے خاتمے پر مسلمانان پنجاب میں یہ مطالبہ زور پکڑ گیا کہ وزارت تعلیم کسی اور "لالہ منوہر لال" کے سپرد کرنے کی بجائے ایک مسلمان کو سونپی جائے۔ مسلمانان امرتسر کی طرف سے انجمن نوجوانان اسلام نے بھی اس معاملے میں حکومت کو متوجہ کیا۔ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۰ء کو انجمن کا ایک خاص اجلاس ڈاکٹر رشید احمد صدیقی کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں درج ذیل قرارداد منظور کی گئی کہ:

> انجمن نوجوانان اسلام کا یہ اجلاس خصوصی گورنمنٹ پنجاب کی توجہ مسلمانان پنجاب کی تعلیمی پستی کی طرف مبذول کراتا ہے اور گورنر پنجاب سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ پنجاب میں مسلمانوں کی تعلیمی کمزوری اور اکثریت کو ملحوظ رکھتے ہوئے آئندہ وزیر تعلیم کسی مسلمان کو مقرر کریں اور اس دفعہ مسلمانان پنجاب کو یہ موقع دیں کہ وہ اپنی گذشتہ کمزوری کو جو سابقہ وزیر تعلیم کی مسلمانوں پر "خاص عنایات" کی وجہ سے پیدا ہوگئی ہے دور کرکے اپنی پسماندہ حالت کو بہتر بنا سکیں۔[۲۸]

برطانوی حکومت نے فلسطین میں یہودیوں کو آباد کرکے مسلمانان عالم کے دلوں میں جو ناسور پیدا کر دیا تھا تمام عالم اسلام نے اس پر نفرت و رنج کا اظہار کیا تھا۔ انجمن نوجوانان اسلام امرتسر نے بھی اس سلسلے میں فلسطینی مسلمانوں کے ساتھ غیر معمولی ہمدردی اور حکومت برطانیہ کے رویہ کے خلاف

حقارت کے اظہار کیلئے ایک خصوصی اجلاس خواجہ سخاء اللہ کی زیر صدارت منعقد کیا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد صدر جلسہ نے فلسطین کے حالات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا اور حاضرین سے اپیل کی کہ وہ احکام الحاکمین کی بارگاہ میں اپنے مظلوم فلسطینی بھائیوں کیلئے دعا کریں۔

اجلاس سے عبدالحفیظ خان، منشی محمد صادق، رشید احمد صدیقی اور صفدر جنگ نے بھی خطاب کیا۔

اجلاس میں مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی گئی کہ :

> انجمن نوجوانان اسلام امرتسر کا یہ اجلاس حکومت برطانیہ کی اس یہود نواز اور غیر منصفانہ پالیسی کے خلاف جو اس نے حرم مقدس کی دیوار گریہ کے متعلق اختیار کیا ہے اور معصوم عربوں پر طیاروں سے جو بم گرائے اور دیگر مظالم توڑے ان پر صدائے احتجاج بلند کرتا ہے اور اپنے انتہائی غم و غصے کا اظہار کرتا ہے۔ نیز یہ جلسہ حکومت برطانیہ کو متنبہ کرتا ہے کہ اس جلسہ کی رائے میں امن کا قیام اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ "بالفور اعلان" جو کہ یقیناً مسلمانوں کی حق تلفی کرتا ہے، ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچاتا ہے اور انہیں مشتعل کرتا ہے منسوخ نہ کر دیا جائے۔[۲۹]

یہ امر قابل توجہ ہے کہ تحریک خلافت سے قبل مسلمانوں کی مختلف انجمنوں کی طرف سے پاس کی جانے والی قراردادوں سے اگر مندرجہ بالا قرارداد کا موازنہ کیا جائے تو ایک بہت واضح فرق نظر آتا ہے۔ اس قرارداد میں "التجا" "درخواست" اور "گذارش" کی بجائے "نفرت" "حقارت" "مطالبہ" کے الفاظ مسلمانوں کے سیاسی رجحانات میں تبدیلی کی واضح عکاسی کرتے نظر آتے ہیں۔

بزم اسلام، امرتسر

امرتسر کے مسلمانوں کی اقتصادی اور معاشرتی اصلاح کی غرض سے ۱۹۳۰ء میں ایک اور انجمن بزم اسلام کے نام سے معرض وجود میں آئی۔ اس سلسلے میں نومبر ۱۹۳۰ء کو سید اسمٰعیل غزنوی کی زیر صدارت منعقدہ ایک جلسہ عام میں کٹڑہ سفیر میں اس انجمن کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مولانا عبدالسلام ہمدانی نے اپنی افتتاحی تقریب میں کہا کہ میں نے اس انجمن کے افتتاحی جلسہ میں آنے اور تقریر کرنے کیلئے اس وقت تک وعدہ نہیں کیا جب تک کہ اس کے اغراض و مقاصد بغور نہیں دیکھے اور یہ اطمینان نہیں ہوا کہ یہ انجمن ملکی و ملی تحریکات کے خلاف تو نہیں انہوں نے اس امر پر خوشی کا اظہار کیا کہ انجمن کے مقاصد ملکی مصنوعات کی ترقی، مسکرات، شراب وغیرہ کا انسداد اور

ملک کی دوسری قوموں کے ساتھ برادرانہ تعلقات اس کا پہلا سبق ہیں۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس کے ساتھ تعاون نہ کریں۔

شیخ صادق حسن نے بزم کے اغراض و مقاصد پڑھ کر سنائے اور اس کے ہر حصے کی تشریح کی۔ چونکہ ان کا تعلق ایک تجارت پیشہ گھرانے سے تھا اس لئے انہوں نے ملکی مصنوعات کی ترقی پر کافی زور دیا۔

> بزم اسلام درج ذیل بارہ مقاصد کے حصول کیلئے قائم کی گئی تھی۔ (۱) مسلمانوں میں قومیت کی روح پیدا کرنا (۲) مسلمانوں کی اخلاقی، معاشرتی اور اقتصادی ترقی کیلئے کوشش کرنا (۳) مسلم اوقاف کا انتظام کرنا (۴) ہندوستانی مصنوعات کو ترقی دینا (۵) مسلمانوں کو منکرات سے روکنا (۶) مسلمان نوجوانوں کو ورزش کی ترغیب دینا (۷) مسلمانوں کے شادی بیاہ کے اخراجات میں کمی کرنا (۸) بیکار مسلمانوں کیلئے روزگار کی تلاش میں امداد دینا (۹) مستحق مسلمانوں کی جائز امداد کرنا (۱۰) تحریک وطنی میں مسلم سزایافتگان کی فہرستیں تیار کرنا (۱۱) مسلمانوں کو غیر مسلموں سے رواداری اور محبت کا برتاؤ کرنے کی تلقین کرنا (۱۲) شہر اور مضافات میں اپنی شاخیں قائم کرنا۔[۳۰]

بزم اسلام کے قیام کے سلسلے میں حکیم محمد علی نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی جس کی حسین میر کاشمیری اور کامریڈ ابو سعید انور نے تائید کی۔ قرارداد میں کہا گیا کہ مسلمانان امرتسر کا یہ جلسہ عام بزم اسلام کے تمام مقاصد سے متفق ہے اور ہر بالغ دردمند مسلمان سے درخواست کرتا ہے کہ وہ بزم اسلام کا رکن بنے۔[۳۱]

انجمن بزم اسلام کے اغراض و مقاصد پر ایک نظر ڈالنے سے کئی دلچسپ امور سامنے آتے ہیں۔ اول یہ کہ دیگر انجمنوں کی مانند یہ انجمن بھی مسلمانوں کی جملہ سیاسی، دینی اور سماجی ترقی کیلئے کوشاں تھی۔ دوم یہ کہ ابھی تک قائم ہونے والی انجمنوں کے برعکس اس انجمن کے اغراض و مقاصد میں معاشی پہلو دوسرے پہلوؤں پر حاوی نظر آتا ہے۔ سوم ابھی تک مسلمانوں کی کسی بھی انجمن نے ہندوستانی مصنوعات کے فروغ اور اس کی ترقی کو اپنا مطمع نظر نہیں بنایا تھا۔ چہارم مسلم اوقاف کی حالت کو بہتر بنانے کی طرف ابھی تک مجلس تحفظ اوقاف، امرتسر کے علاوہ کسی اور انجمن نے توجہ نہیں دی تھی اور نہ ہی اسے اپنے اغراض و مقاصد میں شامل کیا تھا۔ اس سال مارچ میں "امرتسر کے پرجوش اور مذہبی احساس رکھنے والے چند نوجوانوں نے اس ارادے کا عزم کیا کہ وہ اپنی تمام کوششیں اصلاح اوقاف کیلئے وقف کر دیں گے۔" مولوی سراج الدین پال، میاں محمد عمر (سوداگر چرم)، مولانا عبدالغفار،

ملک عزیز بخش، بابو قمر الدین اور ڈاکٹر محمد شریف پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیٹی قائم ہوئی تاکہ جملہ اوقاف کی فہرست تیار کی جاسکے۔

امرتسر کے عوام سے اپیل کی گئی کہ وہ اس کمیٹی کے ساتھ تعاون کریں لیکن اس کمیٹی کی کارکردگی اور اس کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں تاہم یہ ممکن ہے کہ بزم اسلام نے آگے چل کر مجلس تحفظ اوقاف کے شروع کیے ہوئے کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہو۔

انجمن خدام خلق، امرتسر

یہ انجمن غالباً ۱۹۳۱ء کے وسط میں قائم ہوئی۔ اگرچہ اس انجمن کے اغراض و مقاصد کا علم نہیں ہوسکا لیکن اگست ۱۹۳۱ء میں شائع شدہ ایک خبر سے اندازہ ہوتا ہے کہ امرتسر کے لوگوں کی خدمت اور ان میں تعلیمی شعور پیدا کرنے کی غرض سے یہ انجمن معرض وجود میں آئی تھی۔ ۲۵ اگست ۱۹۳۱ء کو امرتسر کے شریف گنج کے باہر میدان میں شیخ محمد شریف، ڈپٹی کلکٹر محکمہ انہار کی زیر صدارت ایک جلسہ ہوا جس میں امرتسر کے ۴۰ کے قریب سرکردہ مسلمانوں نے شرکت کی۔ یہ جلسہ شریف گنج میں ایک ریڈنگ روم (دارالمطالعہ) کا افتتاح کرنے کی غرض سے منعقد کیا گیا تھا۔ امرتسر کے مشہور سیاسی کارکن شیخ حسام الدین (بی۔اے) نے اس دارالمطالعہ کا افتتاح کیا تھا۔ انہوں نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے تعلیم کی خوبیوں کا ذکر کیا اور اہلیان شریف گنج کو اس ازلی دولت کی حفاظت و اعانت کیلئے پر زور تلقین کی۔ اس تقریب سے سید اسمٰعیل غزنوی، چوہدری افضل حق، عبد اللہ منہاس، خواجہ غلام یٰسین فرحت، مولانا عبدالغفار (منشی فاضل) اور جلسہ کے صدر شیخ محمد شریف نے بھی خطاب کیا۔ شیخ حسام الدین نے نعرہ تکبیر اللہ اکبر کے پرجوش نعروں کی گونج میں ریڈنگ روم کا افتتاح کیا۔[۳۲]

۳۰ نومبر ۱۹۳۲ء کو اس انجمن کے انتخابات عمل میں آئے جن میں چوہدری افضل حق کو صدر، مرزا عبدالرحیم بیگ، سینئر نائب صدر، مولانا بہاء الحق قاسمی اور ڈاکٹر چوہدری علم الدین، جونیئر نائب صدر، خواجہ غلام یٰسین فرحت، سیکرٹری، مولانا عبدالغفار اثر اور شیخ علی محمد (سوداگر)، جوائنٹ سیکرٹری، مولانا غلام محمد ترنم، اسسٹنٹ سیکرٹری اور بابو مہر الدین کو فنانشل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ مجلس منتظمہ کے اراکین میں غازی عبدالرحمٰن، مرزا بیضا خان مروی ایرانی، چوہدری فیروز الدین وکیل،

چوہدری خیر الدین، مولانا عبدالسلام ہمدانی، خواجہ غلام یٰسین فرحت، مولانا عبدالغفار غزنوی، میاں محمد صدیق، میونسپل کمشنر اور مولانا ابوالبیان داؤد فاروقی شامل تھے۔ اس انجمن کے روح رواں چوہدری افضل حق اور خواجہ غلام یٰسین فرحت تھے۔ مارچ ۱۹۳۳ء میں خواجہ غلام یٰسین کا ایک مراسلہ روزنامہ انقلاب میں شائع ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب یہ مجلس زیادہ فعال نہیں رہی۔ ہوا یوں کہ ۱۹۳۲ء میں جب غلام یٰسین فرحت شدید بیمار پڑے تو ڈاکٹروں نے انہیں ہر قسم کی مصروفیتوں سے علیحدہ رہنے کا مشورہ دیا چنانچہ انہوں نے مجبوراً" خدام خلق کی سیکرٹری شپ سے بھی علیحدگی اختیار کرلی۔ مارچ ۱۹۳۳ء میں امرتسر کے چند اصحاب " جن کے قلوب میں خدمت اسلام کا جذبہ موجزن " تھا ایک انجمن جمعیت خادمان اسلام کے نام سے قائم کی اور اس کی سیکرٹری شپ کیلئے خواجہ غلام یٰسین کا نام تجویز کر دیا۔ اس جماعت کے اکثر ارکان انجمن خدام خلق سے بھی متعلق تھے۔ اس لئے لوگوں میں یہ غلط فہمی ہوئی کہ شاید انجمن خدام خلق کو ختم کرکے ایک نئی جماعت قائم کی گئی ہے۔اس صورتحال کے پیش نظر خواجہ غلام یٰسین نے ایک مراسلہ روزنامہ انقلاب میں شائع کروایا کہ یہ خیال سراسر غلط ہے کہ انجمن خدام خلق کو ختم کر دیا گیا ہے۔ یہ جماعت اب بھی موجود ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ ہمیشہ قائم رہے گی۔[۳۳] ایک اندازہ یہ ہے کہ چونکہ انجمن کے صدر چوہدری افضل حق سیاسی سرگرمیوں کے سبب نظربند کر دیئے گئے تھے اور یکم مارچ ۱۹۳۳ء کو راولپنڈی جیل سے رہا ہوکر آ رہے تھے اس لئے شاید انجمن خدام خلق کی سرگرمیاں ماند پڑ گئی ہوں۔[۳۴]

انجمن شادی بیوگان ہند

۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے اعدادو شمار سے یہ بات سامنے آئی کہ ہندوستان میں بیوگان اور غیر شادی شدہ مستورات کی تعداد ۴۲ فیصد تھی جن کے اخراجات کا بوجھ ان کے والدین یا بھائیوں پر تھا۔ اس صورتحال نے امرتسر کے چند درد دل رکھنے والے اصحاب کے دل میں ٹیس پیدا کی اور انہوں نے بیوگان کی دوبارہ شادی کروانے کا عزم کیا۔ چنانچہ ۱۹۳۱ء میں اپنی ہی طرز کی ایک منفرد انجمن، "انجمن شادی بیوگان ہند" کے نام سے قائم کی گئی۔ یہ انجمن بیوہ اور غیر شادی شدہ مسلمان خواتین کے گھر بسانے کے لئے معرض وجود میں لائی گئی۔

ہر عاقل و بالغ مسلمان "جس کے دل میں خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کا جذبہ موجود تھا اس انجمن کا کارکن بن سکتا تھا"۔ رکنیت کی فیس بارہ آنے اور ماہوار چندہ چار آنے تجویز کیا گیا تھا تاکہ معمولی حیثیت کے لوگ بھی اس "انجمن کے رکن بن کر ثواب حاصل کر سکیں"۳۵

انجمن کے رکن کا فرض تھا کہ وہ اپنے حلقے، محلے، قصبے یا شہر کی قابل شادی بیوگان، معذور اور غیر شادی شدہ مسلمان مستورات سے متعلق معلومات ان کے سرپرستوں سے حاصل کرکے انجمن کو بھجوائے۔

انجمن کے اراکین کو شادی کے خواہشمندوں کی درخواستوں کی تصدیق کا فرض سونپا گیا تھا۔ مذکورہ انجمن اپنے قیام کے دو ماہ کے قلیل عرصے میں دس نکاح کروانے میں کامیاب ہوئی اور کانپور کی بیوگان کا گھر بسانے کی فکر میں لگی ہوئی تھی۔ اس انجمن کے متعلق بہت ہی محدود معلومات حاصل ہو سکیں۔

حوالہ جات

نوٹ۔ متذکرہ اور درج ذیل معلومات کے لئے راقم نے حکومت پنجاب کی شائع کردہ

Statement of Newspapers and Periodicals Published in the Punjab

کی ۱۹۰۷ء تا ۱۹۴۳ء تک کی رپورٹوں سے استفادہ کیا ہے۔

۱۔ روزنامہ انقلاب، ۲۸ فروری ۱۹۲۹ء، ۲

۲۔ ایضاً، ۱۴ اگست ۱۹۲۹ء، ۱

۳۔ ایضاً، ۵ دسمبر ۱۹۳۳ء، ۶

۴۔ ایضاً، ۱۰ جنوری ۱۹۳۴ء، ۶

۵۔ ایضاً، ۱۰ جنوری ۱۹۳۴ء، ۶

۶۔ ایضاً، ۱۰ فروری ۱۹۳۴ء، ۲

۷۔ ایضاً، ۶ جولائی ۱۹۳۴ء، ۶

۸۔ ایضاً، ۲۲ مارچ ۱۹۳۳ء، ۷

۹۔ ایضاً، ۲۶ فروری ۱۹۳۰ء، ۲

۱۰۔ ایضاً، ۳۰ دسمبر ۱۹۳۳ء، ۴

۱۱۔ ایضاً، ۵ اپریل ۱۹۳۴ء، ۴

۱۲۔ ایضاً، ۲ اپریل ۱۹۳۲ء، ۴
۱۳۔ ایضاً، ۲۲ مارچ ۱۹۳۳ء، ۷
۱۴۔ ایضاً، ۱۰ جنوری ۱۹۳۴ء، ۶
۱۵۔ ایضاً، ۱۲ جنوری ۱۹۳۵ء، ۴
۱۶۔ ایضاً، ۲۷ فروری ۱۹۳۷ء، ۴
۱۷۔ ایضاً، ۱۹ مئی ۱۹۲۸ء، ۲
۱۸۔ ایضاً، ۳۰ جون ۱۹۳۷ء، ۳
۱۹۔ ایضاً، یکم ستمبر ۱۹۳۱ء، ۶
۲۰۔ ایضاً، ۲۴ نومبر ۱۹۲۸ء، ۶
۲۱۔ ایضاً، ۲۴ نومبر ۱۹۲۸ء، ۴
۲۲۔ ایضاً، ۷ دسمبر ۱۹۲۸ء، ۴
۲۳۔ ایضاً، ۸ نومبر ۱۹۲۷ء، ۴
۲۴۔ ایضاً، ۵ جولائی ۱۹۲۷ء، ۳
۲۵۔ ایضاً، ۷ ستمبر ۱۹۲۷ء، ۵
۲۶۔ ایضاً، ۳ اکتوبر ۱۹۲۹ء، ۴
۲۷۔ ایضاً، ۱۱ ستمبر ۱۹۳۰ء، ۲
۲۸۔ ایضاً، ۲۶ ستمبر ۱۹۳۰ء، ۲
۲۹۔ ایضاً، ۱۴ ستمبر ۱۹۲۹ء، ۲
۳۰۔ ایضاً، ۲۷ نومبر ۱۹۳۰ء، ۲
۳۱۔ ایضاً، ۸ مارچ ۱۹۳۰ء، ۲
۳۲۔ ایضاً، ۲۸ اگست ۱۹۳۱ء، ۴
۳۳۔ ایضاً، ۴ دسمبر ۱۹۳۲ء، ۴
۳۴۔ ایضاً، یکم مارچ ۱۹۳۳ء، ۷
۳۵۔ ایضاً، ۳ جون ۱۹۳۱ء، ۲